54

احمدیت کا نفوذ اکناف عالم میں

پیاسی دنیا کی پیاس بجھاؤ

(فرمودہ ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا

گو ابھی میری طبیعت کچھ خراب ہی ہے۔ اور اب بھی اس وقت کچھ بخار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ میں اسی غرض کے لئے باہر سے روانہ ہوا کہ جمعہ قادیان میں پڑھوں۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا۔ خود ہی خطبہ جمعہ پڑھوں۔ میں نے اپنے دوستوں کو بارہا توجہ دلائی ہے کہ دنیا اس وقت حق کی پیاسی ہے۔ اور اس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے۔ جو کہ کئی دنوں سے سخت پیاسا ہو۔ اس کے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہوں۔ زباں خشک ہو رہی ہو۔ اس کی طاقت پیاس کے مارے ضائع ہو گئی ہو اور آخر وہ مرنے کی انتظار میں ہو کہ ایسی حالت میں اس کے سامنے تھوڑے سے فاصلہ پر نہایت شیریں اور ٹھنڈا پانی رکھا جائے۔ پس جس طرح یہ شخص پانی کے لینے کے لئے کوشش کر رہا ہو۔ اس کی زبان باہر نکل رہی ہو اور وہ سارے کا سارا التجا بن رہا ہو۔ بعینہٖ اسی طرح آج دنیا روحانیت کے لئے پیاسی ہو رہی ہے۔

کئی صدیاں گزر گئی ہیں کہ دنیا سے سچا مذہب مفقود ہو گیا۔ حتیٰ کہ اسلام بھی اس زمانہ میں پردوں کے نیچے چھپ گیا۔ اور مسلمان پکار اٹھے تھے کہ اسلام کہاں ہے۔ اسی طرح عیسائی چلا اٹھے تھے۔ کہ وہ خدا جو مسیح کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ کہاں ہے۔ ہندو پکار اٹھے۔ وہ محبت کرنے والا خدا اب کیوں نہیں بولتا اور اپنے بندوں سے کیوں نہیں کلام کرتا۔ جب ہر مذہب و ملت کے لوگوں کی ایسی حالت ہو گئی۔ تو کئی صدیوں کے بعد خدا کی طرف سے آواز آئی اور قادیان سے ایک شخص اٹھا

جس نے کہا کہ مجھے خدا نے اس زمانہ میں روحانی پانی کر کے بھیجا ہے۔ اور خدا نے جب دیکھا کہ تمہاری روحانیت جاتی رہی ہے۔ تو اس نے آپ تمہاری طرف توجہ کی اور اپنا ہاتھ بڑھایا اب ایسی قوم کے لئے یہ آواز کس قدر خوش کن ہو سکتی ہے۔

شاید ہمیں کوئی کہے کہ پھر لوگوں نے حضرت صاحب کا مقابلہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو یقین نہ تھا۔ کہ واقعی اس وقت خدا کی طرف سے ہمارے لئے یہ شخص روحانی پانی لایا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک بھوکا ہو اور اس کے ساتھی بھی بھوکے ہوں۔ ان میں سے ایک شخص جس کو کہیں سے کھانا مل گیا ہو۔ دوسروں سے کہے کہ مجھے روٹی مل گئی ہے۔ اس پر پہلے پہل اس کے ساتھی اسے ٹھٹھا کرنے والا سمجھیں گے۔ اور اس پر ناراض ہوں گے اسی طرح حضرت صاحب کی جو مخالفت کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ مایوس ہو گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم خدا کو نہیں پا سکتے۔ اس وقت جب حضرت مسیح موعود نے کہا کہ خدا اب بھی مل سکتا ہے۔ مجھے مل گیا ہے۔ اور مجھے اس نے اسی لئے بھیجا ہے کہ جو لوگ خدا سے دور ہو چکے ہیں۔ مگر خدا سے ملنا چاہتے ہیں انہیں اس سے ملاؤں تو لوگوں نے سمجھا مرزا صاحب ہمیں چڑاتے ہیں۔ پس حضرت صاحب کی پہلے پہل مخالفت کی وجہ یہی تھی۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اب دنیا کے چاروں گوشوں سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا ایک ترک ایک عجیب بات چین میں احمدیت کے متعلق اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ ایک شہر میں میں گیا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک مسجد کے متعلق جھگڑا ہے اور کچھ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ تو بتایا گیا کہ یہ احمدی لوگ ہیں جو ہندوستان کے ایک شخص کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ ان کو ہم مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چین میں بھی احمدی ہیں۔ حالانکہ آج تک وہاں کوئی احمدی مبلغ نہیں گیا۔ مگر اس ترک نے جو ترکی پارلیمنٹ کا ایک ممبر ہے۔ مندرجہ بالا واقعہ لکھا ہے اب یہ وہ ملک ہے کہ جہاں نہ ہمارا کوئی مبلغ ابھی تک گیا ہے اور نہ وہاں کوئی ہماری تصنیف پہنچی ہے اور وہاں کی احمدیت کے متعلق ایک ایسا شخص خبر دیتا ہے جس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ لوگ حق کے لئے پیاسے ہو رہے ہیں۔

پھر ابھی اس سفر میں ایک خط مجھے ملا ہے۔ جو ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے جو گورنمنٹ کا اعلیٰ سیاسی ممبر ہے۔ اس نے عجیب واقعات لکھے ہیں۔ وہ چونکہ سرحدوں کے قائم کرنے پر مقرر تھا۔

اس لئے اسے کبھی روسیوں کی سرحد مقرر کرنے اور کبھی ایرانیوں کی سرحد کبھی چین کی سرحد مقرر کرنے کے لئے جانا پڑتا تھا۔ کوئی وجہ نہیں کہ ایسا شخص جھوٹ بولے۔ اس نے لکھا ہے کہ میں دنیا کے مختلف گوشوں میں گیا ہوں جہاں جہاں میں گیا ہوں وہاں احمدیت کے متعلق لوگ مجھ سے پوچھتے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ۵ یا ۶ء میں چین میں سرحد قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس سفر میں میں ایک چینی جہاز پر سوار ہوا تو اس جہاز کے ایک افسر نے جو کہ اس جہاز کا کپتان تھا۔ مجھ سے پوچھا ہندوستان میں ایک احمدؑ نبی ہوا ہے۔ اس کے متعلق تم کوئی زیادہ بات بتا سکتے ہو۔ میں نے اسے کہا۔ وہ تو کافر اور مرتد ہے۔ تمام مولویوں نے اس پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اس پر وہ کپتان بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ وہ تو بہت اچھا اور ایک بہت بڑا آدمی ہے اسے تم نے کیوں کافر کہا ہے۔ وہ اس قدر ناراض ہوا کہ اس نے کئی دن تک پھر کلام نہ کی۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ عکان میں جو کہ عرب کا ایک علاقہ ہے۔ گیا وہاں ایک عرب عالم میرے پاس آیا۔ اس کی ہیئت سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ دیوانہ اور عاشق ہو رہا ہے۔ اس نے میرے پاس ذکر کیا کہ ہندوستان میں ایک احمد گذرا ہے جس کی عربی کتاب میں نے پڑھی ہے۔ میں نے بڑے بڑے فصیح علماء کی کتابیں دیکھی ہیں۔ لیکن میں نے کسی کتاب میں ایسی لذت نہیں دیکھی جیسی اس کتاب میں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے خاص انسان ہے۔ اور اس نے وہ کتاب خدا کی خاص تائید سے لکھی ہے۔ کیا تمہارے پاس اس کی کوئی اور کتاب ہے میں نے کہا کہ نہیں میرے پاس تو اس کی کوئی کتاب نہیں۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں پہلے تمام سفروں میں مرزا صاحب کو کافر و مرتد بتلاتا تھا۔ لیکن جب مجھے شملہ میں بعض احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان کی بہت سی اچھی باتیں مجھے معلوم ہوئیں۔ تو پھر میرا تعصب جاتا رہا۔ اگرچہ میں احمدی نہیں ہوا اور نہ ہی اب احمدی ہوں۔ لیکن میرا تعصب دور ہو گیا۔ اس لئے میں پھر مرزا صاحب کے متعلق سوال ہونے پر یہی کہتا رہا کہ وہ اچھے آدمی ہیں اور احمدی اچھے لوگ ہیں۔

پھر جنگ کے موقعہ پر ایک روسی سرحد قائم کرنے کے لئے ایک علاقہ میں گیا جہاں مجھے ارسلان پاشا سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ جو ایک بادشاہ کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ وہ بڑے شوق سے مجھے ملا اور دوران گفتگو میں اس نے پوچھا کہ احمد مسیح جنہوں نے ہندوستان میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کے متعلق کیا حالات آپ کو معلوم ہیں اور ان کی کوئی تصنیف تمہارے پاس ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں میرے پاس تو ان کی کوئی تصنیف شدہ کتاب نہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ پھر جب کبھی آئیں تو

ان کی کوئی کتاب تحفہ کے طور پر لائیں۔ وہ اور ان کے ساتھی کئی گھنٹے مرزا صاحب کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ میں تھوڑے عرصہ بعد جب وہاں گیا اور ان سے ملاقات ہوئی تو سب سے پہلے انہوں نے یہی سوال کیا کہ تم کتاب لائے ہو میں نے کہا کہ میں تو ابھی ہندوستان گیا نہیں۔ اس لئے میں نہیں لا سکا۔ یہ سن کر ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ پھر میں ایک دفعہ ان سے ملا اور انہوں نے پہلی طرح ہی سوال کیا کہ ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہو۔ مجھے ان کی بات بھول گئی تھی۔ اس لئے میں نے جواب دیا کہ میں مشک نافہ تحفہ کے طور پر لایا ہوں۔ انہوں نے نہایت افسردہ ہو کر کہا کہ ہم نے اس تحفہ کو کیا کرنا ہے۔ ہم تو اس تحفہ کے یعنی احمدؑ کی کتاب کے خواہشمند تھے۔ اب دیکھو کہ ان واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح غیر ممالک میں احمدیت کے لئے جوش پیدا ہو رہا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ابی سینیا بھیجا گیا وہاں ایک شخص ملا جو ابی سینیا کے بادشاہ کا بھائی تھا۔ وہ لوگ چونکہ کوئی دین نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے کہا کہ تم کوئی دین کیوں نہیں اختیار کرتے۔ اس نے کہا کہ ہم میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی تھی۔ جس پر ہماری قوم عمل کرتی تھی۔ اس کتاب کو اتفاقاً" ایک گائے کھا گئی جس کی وجہ سے اب تک وہم کے طور پر ہم میں یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ جب کوئی گائے بیچے تو وہ خریدار سے اس وعدہ پر بیچتا ہے کہ جب کبھی اس گائے کو ذبح کرو۔ تو اس کا پیٹ چاق کر کے کتاب کو دیکھنا۔

پھر اس نے ایک اور بات بتائی تھی کہ ہمارے اس بزرگ نے یہ کہا ہوا ہے کہ جب تمہارے پاس سے وہ کتاب ضائع چلی جائے اور تم اس کی ہدایت پر عمل نہ کر سکو۔ تو اس وقت مشرق کی طرف سمندر پار ایک آدمی قودی میں ہو گا۔ اس کی بات کو ماننا ہو گا۔ اور اسی کی ہدایت پر چلنا۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت تو میرا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ قودی سے مراد قادیان ہے لیکن بعد میں میرا ذہن اسی طرف گیا کہ قودی سے مراد قادیان ہے۔

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا صداقت کے قبول کرنے کے لئے کس قدر تڑپ رہی ہے اور اس کی یہ تڑپ نہیں پوری ہو سکتی۔ جب تک موجودہ تہذیب کے انتظام کو چھوڑ کر وہی مجنونانہ طریق نہ اختیار کیا جائے۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہ نے اور پھر ان کے بعد دیگر اولیاء نے اختیار کیا تھا اور وہ یہ کہ کفنی پہن کر نکل جائیں۔ اسی وجہ سے بہت سے انبیاء نے یہ شرط لگائی تھی کہ جو مبلغ ہو وہ مانگ کر کھائے۔ حضرت عیسیٰ نے بھی یہ شرط لگائی تھی کہ مبلغ مانگ کر کھائیں۔

اسلام تو ایسی طرز کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن وہ اس سادگی کا حکم دیتا ہے۔ جو اس حالت کے قریب اور اس سے مشابہ ہے۔ جو ایک مانگنے والے کی حالت ہوتی ہے پس ایسے زمانہ میں جبکہ ساری دنیا صداقت کے لئے چلا رہی ہے۔ اس وقت اگر ہمارے آدمی عقد ہمت کر کے تبلیغ کے لئے نکل پڑیں اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں۔ تو چند ہی دن کے اندر تمام دنیا میں ایک شور پڑ جائے گا اور تم دیکھو گے کہ بہت سے لوگ ایسے نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم تو کئی سال سے ان باتوں کو مان رہے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں اکثر لوگ یونہی ڈرا کرتے ہیں۔ اور اپنے خیالات کے اظہار کی جرأت نہیں کرتے۔ پس بہت سے لوگ موقعہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ کچھ آدمی ان کے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ نکلیں گے۔ جو کہ دل میں تو مان رہے ہیں۔ اور موقعہ کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت وہ بظاہر مخالف نظر آتے ہیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بغیر سامان لئے دنیا میں تبلیغ کے لئے نکل پڑیں۔ اور جس طرح سے بھی ہو۔ وہ ان علاقوں تک پہنچیں اور تبلیغ اسلام کریں تاکہ پھر اسلام کے روشن ہونے کے دن آئیں۔ اس قسم کے لوگ اگر ہمارے اندر پیدا ہوئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سرعت کے ساتھ اسلام دنیا میں پھیل جائے گا ایسے طریق پر تبلیغ کے لئے نکلنے کے واسطے صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ اگر انسان ہمت باندھ لے تو پھر اسے کوئی کام مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ دیکھو دنیا میں اکثر مذہب اس طرح پھیلے ہیں۔ عیسائیت اسی طرح پھیلی ہے۔ پھر اسلام بھی اسی طرح پھیلا ہے اور اب احمدیت بھی اسی طرح قائم ہوئی ہے۔ اور ہماری جماعت میں بہت سے دوستوں نے قربانیاں کی ہیں۔

پس اگر پہلے لوگ بھی قربانیاں کر سکتے تھے۔ اور ہماری جماعت میں سے بہت سے دوست قربانیاں کر چکے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دوسرے بھائی ایسی قربانیاں نہ کر سکیں۔ جبکہ ان قربانیوں سے ثواب الگ ملے گا اور تاریخوں میں نام الگ روشن ہو گا دنیاوی عزتیں بھی قربانیوں کے بعد ہی ملتی ہیں اور دینی عزتیں بھی قربانیوں سے ہی حاصل ہوتی ہیں پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد تیار ہو جائیں۔ تاکہ ہم ان کو ان ممالک میں بھیج دیں۔ جہاں اس وقت زیادہ ضرورت ہے اور جو زیادہ تڑپ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بہت جلد حق کو تمام لوگوں تک پہنچا دیں۔ اور اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں۔

(الفضل ۷ مارچ ۱۹۲۴ء)